سترہواں باب

سفر میں قصر واجب ھے

مسئلہ شرعی یہ ہے کہ مسافر پر چار رکعت والی فرض نماز میں قصر فرض ہے۔ مسافر یہ نماز پوری نہیں پڑھ سکتا، اگر بھول کر بجائے دو کے چار پڑھ لے تو اس کا وہی حکم ہوگا جو کوئی فجر کے فرض چار پڑھ لے کہ اگر پہلی التحیات پڑھ کر تیسری رکعت میں کھڑا ہو تو سجدہ سہو کرے ورنہ نماز کا اعادہ کرے، لیکن اگر دیدہ دانستہ بجائے دو کے چار پڑھے تو نہ ہوگی، مگر غیر مقلد وہابی کہتے ہیں کہ مسافر کو اختیار ہے، خواہ قصر پڑھے یا پوری، مسافر کسی چیز کا پابند نہیں۔ اس لئے ہم اس باب کی بھی دو فصلیں کرتے ہیں۔ پہلی فصل میں اپنے دلائل اور دوسری فصل میں اس مسئلہ پر سوالات و جوابات رب تعالیٰ قبول فرماوے۔

پہلی فصل

سفر میں قصر ضروری ھے

سفر میں قصر ضروری ہونے پر احناف کے پاس بہت دلائل ہیں، جن میں سے کچھ پیش کئے جاتے ہیں:

حدیث ۱ تا ۴: بخاری، مسلم، موطا امام محمد، موطا امام مالک نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کچھ لفظی فرق کے ساتھ روایت کی یہ لفظ مسلم و بخاری کے ہیں:

قالت فرضت الصلوٰۃ رکعتین ثم ھاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرضت اربعا وترکت صلوٰۃ السفر علی الفریضۃ الاولیٰ○

ترجمہ: فرماتی ہیں کہ اولاً نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئیں۔ پھر حضور کے ہجرت کی تو نمازیں چار رکعت فرض کی گئیں اور نماز سفر پہلے ہی فریضہ پر رہی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہجرت سے پہلے ہر نماز کی دو رکعتیں تھیں۔ بعد ہجرت بعض کی چار رکعتیں کر دی گئیں مگر سفر کی نماز ویسے ہی رہی۔ تو جیسے ہجرت سے پہلے اگر کوئی شخص چار رکعت پڑھ لیتا تو اس کی نماز نہ ہوتی۔ ایسے ہی اب بھی جو مسافر سفر میں چار فرض پڑھ لے تو بھی نماز نہ ہوگی۔ لفظ فرض اور فریضہ کو غور سے ملاحظہ کرو۔

مؤطا امام محمد و امام مالک کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فرضت الصلٰوۃ رکعتین رکعتین فی الحضر و السفر فاقرت صلٰوۃ السفر وزید فی صلٰوۃ الحضر o

ترجمہ: اولاً سفر و حضر میں نمازیں دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں پھر نماز سفر تو ویسے ہی رہی۔ اور نماز حضر میں زیادتی کر دی گئی۔

حدیث ۵ تا ۷: مسلم شریف، نسائی، طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال فرض اللہ الصلٰوۃ علٰی لسان نبیکم فی الحضر اربعا وفی السفر رکعتین وفی الخواف رکعۃ o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے تمہارے نبی کی زبان شریف پر وطن میں چار رکعتیں، سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت فرض کیں (یعنی جماعت سے ایک رکعت)۔

اس سے صراحۃً معلوم ہوا کہ سفر میں دو رکعت ہی فرض ہیں جیسے وطن میں فجر کی نماز۔

حدیث ۸ تا ۱۳: مسلم، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الٰی مکۃ فکان یصلی رکعتین o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کی طرف گئے تو حضور انور دو دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے۔

حدیث ۱۴ تا ۱۶: بخاری، مسلم، نسائی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنیٰ رکعتین و ابی بکر و عمر ومع عثمان صدرا من امارتہٖ ثم اتمھا o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ میں نے منیٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے دو دو رکعتیں پڑھیں اور خلافِ عثمانی کے شروع میں بھی، پھر حضرت عثمان نے پوری پڑھنا شروع کر دی۔

حدیث ۱۷: طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال افترض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین فی السفر کما افتوض فی الحضر اربعاo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سفر میں دو رکعت ہی فرض فرمائیں جیسے وطن میں چار رکعت فرض کیں۔

حدیث ۱۸ تا ۲۰: نسائی ابن ماجہ، ابن حبان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال صلوٰۃ السفر رکعتان وصلوٰۃ الضحیٰ رکعتان وصلوٰۃ الفطر رکعتان وصلوٰۃ الجمعۃ رکعتان تمام غیر قصر علٰی لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلمo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں، چاشت کی نماز دو رکعتیں، عیدالفطر کی نماز دو رکعتیں ہیں، جمعہ کی نماز دو رکعتیں ہیں، یہ دو رکعتیں پوری ہیں ناقص نہیں، حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان شریف پر۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ نماز سفر دو رکعت پڑھنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے جمعہ و عیدین دو رکعت پڑھنا۔

حدیث ۲۱: مسلم شریف نے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کچھ دراز حدیث نقل کی، جس کے آخری الفاظ شریفہ یہ ہیں:

فسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال صدقۃ تصدق اللہ بہٖ فاقبلوا صدقتہٗo

ترجمہ: میں نے حضور ﷺ سے نماز قصر کے بارے میں پوچھا تو حضور نے فرمایا: یہ اللہ کا صدقہ ہے جو صدقہ فرمایا اس صدقہ کو قبول کرو۔

اس حدیث میں فاقبلوا صیغہ امر ہے۔ امر وجوب کے لئے آتا ہے معلوم ہوا کہ جو شخص سفر میں چار رکعت پڑھے، وہ خداتعالیٰ کے صدقہ سے منہ پھیرتا ہے، رب کا صدقہ قبول کرنا اور سفر میں قصر کرنا فرض ہے۔

حدیث ۲۲: طبرانی نے معجم صغیر میں سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر رکعتین ومع ابی بکر رکعتین ومع عمر رکعتین ثم تفرقت بکم السبل فواللہ لوددت ان اخطی من اربع رکعتا رکعتین متقبلتینo

ترجمہ: میں نے سفر میں حضور کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر صدیق، عمر فاروق کے پیچھے دو دو

رکعتیں پڑھیں پھر تم لوگوں کو مختلف راہوں نے متفرق کر دیا۔قسم رب کی میں تمنا کرتا ہوں کہ مجھے بجائے چار رکعتوں کے دو مقبول رکعتوں کا حصہ ملے۔

ہم نے بطور نمونہ صرف بائیس حدیثیں پیش کیں۔ ورنہ اس کے متعلق بے شمار احادیث ہیں۔ان پیش کردہ ایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں قصر ہی فرض ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء راشدین نے قصر ہی پڑھی، چار رکعت پڑھنے سے صحابہ نے منع فرمایا اس پر ناراضی کا اظہار کیا۔

عقلی دلائل: عقل کا تقاضا بھی ہے کہ سفر میں قصر فرض ہے۔مسافر کو قصر و اتمام دونوں کا اختیار دینا عقل شرعی کے بالکل خلاف ہے۔اس لئے کہ سفر میں ہر چار رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتیں بالاتفاق فرض ہیں۔آخری دو رکعتوں کے متعلق سوال ہوتا ہے کہ وہ بھی مسافر پر فرض ہیں یا نہیں۔اگر فرض ہیں تو ان کے نہ پڑھنے کا اختیار کیوں؟ فرض میں تو اختیار نہیں ہوتا۔فرض و اختیار جمع نہیں ہوتے اور اگر فرض نہیں بلکہ نفل ہیں،تو ایک تحریمہ سے فرض و نفل نمازوں کا ادا ہونا شرعی قاعدے کے خلاف ہے،جس کی مثال کسی جگہ نہ ملے گی،فرض کی تکبیر تحریمہ علیحدہ ہوتی ہے،نفل کی علیحدہ،ایک تحریمہ سے ایک ہی نماز ہو سکتی ہے نہ کہ دو۔بہر حال یہ اختیار کہ چاہے دو رکعت پڑھے چاہئے چار شرعی عقل کے بالکل خلاف ہے نیز جیسے وطن میں چار رکعت ہی فرض ہیں کم بیش کا اختیار نہیں ایسے ہی سفر میں دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں اختیار نہیں۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات وجوابات

اس مسئلہ پر ہم غیر مقلد وہابیوں کی طرف سے وکالت کرتے ہوئے اتنے اعتراضات مع جوابات عرض کئے دیتے ہیں۔جو انشاء اللہ خود انہیں بھی یاد نہ ہوں گے۔رب تعالیٰ قبول فرماوے۔

اعتراض ۱: رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

و اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصووا من الصلٰوۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ۝ (النساء:۱۰۱)

ترجمہ: اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر فرض نہیں بلکہ اس کی اجازت ہے۔ کیونکہ ارشاد باری ہوا کہ تم پر قصر میں گناہ نہیں، قصر پڑھنے میں گناہ ہے نہ قصر نہ پڑھنے میں۔

جواب: اس اعتراض کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ آیت ظاہری معنی سے تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ یہاں قصر کیلئے کفار کے خوف کی شرط ہے، کہ اگر تمہیں کفار سے خوف ہو تو قصر میں گناہ نہیں، اور تم کہتے ہو کہ امن کے سفر میں بھی قصر کی اجازت ہے، اب جو تم جواب دو گے وہ ہی ہمارا جواب ہے۔

دوسرے یہ کہ فلا جناح حاجی کے صفا مروہ کی سعی کے بارے میں بھی ارشاد ہوا ہے رب فرماتا ہے:

فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیه ان یطوف بهماo (بقرہ:۱۵۸)

ترجمہ: تو جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، اس پر اس میں گناہ نہیں کہ صفا و مروہ کا طواف کرے۔

حالانکہ صفا مروہ کا طواف حج میں واجب ہے، عمرہ میں فرض۔ ایسے ہی سفر میں قصر فرض ہے فلیس علیکم جناح (النساء:۱۰۱) فرضیت کے خلاف نہیں۔

تیسرے یہ کہ اگر سفر میں قصر صرف مباح ہوتا تو قرآن کریم یوں ارشاد فرماتا کہ تم پر قصر نہ کرنے میں گناہ نہیں، کیونکہ مباح کی پہچان یہ ہے، کہ اس کے کرنے اور نہ کرنے میں گناہ نہیں، ورنہ فرض کام کرنے میں گناہ نہیں ہوتا، بلکہ اس کے نہ کرنے میں گناہ ہوتا ہے، لہٰذا کرنے میں گناہ نہ ہونا مباح ہونے کی دلیل نہیں، فرض واجب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔

چوتھے یہ کہ زمانہ نبوی میں صحابہ کرام کو خیال ہوا کہ بجائے چار رکعت کے دو رکعتیں پڑھنا گناہ ہوگا کہ یہ نماز ناقص ہے انہیں سمجھانے کیلئے یہ ارشاد ہوا۔ لہٰذا آیت بالکل واضح ہے، تمہارے لئے مفید نہیں۔

اعتراض ۲: شرح سنہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قالت کل ذالك قد فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم قصر الصلٰوة واتمo

ترجمہ: فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے سب کچھ کیا، قصر بھی کیا اور پوری نماز بھی پڑھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر بھی سنت ہے اور پوری پڑھنی بھی سنت، صرف قصر فرض نہیں۔

جواب: اس اعتراض کے چند جوابات ہیں: ایک یہ کہ اس کی اسناد میں ابراہیم ابن یحیٰی ہے، جو تمام محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ لہٰذا یہ حدیث بالکل قابل عمل نہیں، دیکھو مرقات شرح مشکوٰۃ اسی حدیث کی شرح۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث ان تمام احادیث کے مخالف ہے، جو ہم پہلی فصل میں عرض کر چکے کہ جلیل القدر صحابہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ سفر میں دو رکعتیں ہی پڑھیں۔

تیسرے یہ کہ یہ حدیث خود ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے بھی خلاف ہے جو ہم نے پہلی فصل میں پیش کی، آپ فرماتی ہیں کہ اولاً نماز دو دو رکعت فرض ہوئی پھر سفر میں وہ ہی دو رکعتیں فرض رہیں وطن میں بعض نمازوں میں زیادتی کر دی گئی، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سفر میں دو رکعتیں فرض بھی ہوں اور کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار رکعت بھی پڑھ لی ہوں، لہٰذا یہ حدیث واجب التاویل ہے۔

چوتھے یہ کہ اس حدیث میں لفظ سفر نہیں، یعنی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر میں قصر واتمام فرمایا، لہٰذا احادیث کے معنی یہ ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع اسلام میں اولاً قصر یعنی ہر نماز دو دو رکعت پڑھی، پھر جب رکعتیں بڑھا دی گئیں کہ بعض چار رکعت کر دی گئیں اور بعض تین تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتمام فرمایا یعنی دو سے زیادہ پڑھیں، اس صورت میں یہ حدیث بالکل واضح بھی ہوگئی اور گزشتہ احادیث کے خلاف بھی نہ رہی پانچویں یہ کہ اگر یہاں حالت سفر میں قصر واتمام مراد، تب بھی مطلب یہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحالت سفر قصر پڑھی، اور جب کہیں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت فرمالی، تو اتمام فرمایا۔ اب بھی حدیث بالکل واضح ہے۔

لطیفہ عجیبہ : غیر مقلد وہابی ہمیشہ حنفیوں سے مسلم و بخاری کی حدیث کا مطالبہ کیا کرتے ہیں، مگر جب انہیں خود حدیث پیش کرنا پڑے، تو بخاری مسلم کی ہو یا نہ ہو، صحیح ہو یا ضعیف ہر قسم کی حدیث پیش کر دینے سے شرم نہیں کرتے۔ یہ حدیث ایسی ضعیف ہے، کہ اس صحاح ستہ نے روایت نہ کیا، امام ترمذی نے بھی اس حدیث کا ذکر تک نہ کیا، بلکہ وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ قصر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفائے راشدین سے ثابت ہے، اتمام صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اپنا فعل ہے، چنانچہ امام ترمذی قصر نماز کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں:

وقد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہٗ کان یقصر فی السفر وابوبکر وعمر وعثمان صدرا من خلافتہٖ والعمل علٰی ھذا عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرھم o

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث یہ ہی ثابت ہے کہ آپ ہمیشہ سفر میں قصر کرتے تھے اور ابوبکر صدیق بھی عمر فاروق بھی حضرت عثمان بھی اپنی شروع خلافت میں اور اس ہی پر اکثر علماء صحابہ وغیرہ صحابہ کا عمل

ہے۔

اور سفر میں اتمام کے متعلق امام ترمذی نہایت ضعیف طریقے سے فرماتے ہیں:

وقد روی عن عائشة انها کانت تتم الصلوٰة فی السفرo

ترجمہ: ہاں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ سفر میں اتمام فرماتی تھیں۔

اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ مرفوع حدیث قابل اعتبار ہوتی جو تم نے پیش کی تو امام ترمذی حدیث مرفوع کو چھوڑ کر صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عمل شریف کا ذکر نہ فرماتے۔

پر لطف بات وہ ہے جو آگے فرماتے ہیں:

والعمل علٰی ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہo

ترجمہ: عمل اس پر ہے جو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ سے مروی ہے یعنی (قصر)۔

امام ترمذی کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی قصر و اتمام دونوں کا اختیار نہ دیتی تھیں، بلکہ آپ ہمیشہ سفر میں اتمام فرماتی تھیں۔ اہل علم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل شریف پر عمل کیا یعنی ہمیشہ قصر پڑھنا۔

اعتراض۳: نسائی و دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی:

قالت خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عمرة رمضان فطر وصمت وقصر واتممت فقلت یارسول اللہ قصرت واتممت وافطرت وصمت قال احسنت یا عائشة وماعاب علیo

ترجمہ: فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ رمضان کے عمرہ میں گئی تو آپ نے روزہ نہ رکھا، میں نے رکھا آپ نے نماز قصر پڑھی، میں نے پوری پڑھی یعنی اتمام کیا، تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ نے قصر کیا میں نے پوری پڑھی، آپ نے افطار کیا میں نے روزہ رکھا۔ فرمایا: اے عائشہ! تم نے اچھا کیا اور مجھ پر اعتراض نہ کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر بھی جائز ہے اور اتمام بھی۔

جواب: یہ حدیث ضعیف ہی نہیں بلکہ محض غلط اور بناوٹی ہے، کیونکہ حضور انور ﷺ نے کوئی عمرہ رمضان میں نہ

کیا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کل چار عمرے کئے ہیں، جو سب کے سب ذی قعدہ میں تھے، البتہ حجۃ الوداع کے عمرہ کا احرام تو ذی قعدۃ میں تھا، اور افعال عمرہ ذی الحجہ میں ادا ہوئے۔خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رمضان کے عمرہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہونا ایسا عجیب اور پیچیدہ مسئلہ ہے جسے وہابی صاحبان ہی حل فرما سکتے ہیں، وہابیو! پہلے اپنی بات عقل کی ترازو میں تو لو، بعد کو بولو۔

اعتراض ۴: مسلم و بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنٰی رکعتین وابوبکر وعمر بعد ابی بکر وعثمان صدرا من خلافتہٖ ثم ان عثمان صلی بعد اربعا فکان ابن عمر اذا صلی مع الامام صلی اربعا واذا صلی وحدہٗ صلی رکعتین ٥

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے منٰی میں دو رکعتیں پڑھیں ابوبکر صدیق نے، ان کے بعد عمر فاروق نے اور عثمان غنی نے اپنی شروع خلافت میں، پھر حضرت عثمان نے چار رکعتیں منٰی میں پڑھیں، حضرت ابن عمر جب امام کے ساتھ پڑھتے تو چار پڑھتے، جب اکیلے پڑھتے تو دو پڑھتے تھے۔

اگر سفر میں قصر فرض اور اتمام ناجائز ہوتا، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منٰی شریف میں اتمام کیوں کرتے؟

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ حدیث آپ کے بالکل خلاف ہے، آپ نے تو مسافر کو قصر و اتمام کا اختیار دیا ہے کہ چاہے قصر کرے چاہے پوری پڑھے، مگر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ نے اور حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما نے ہمیشہ قصر پڑھی۔حضرت عثمان غنی نے اپنی شروع خلافت میں جب قصر پڑھی تو اتمام نہ کیا۔پھر جب پوری پڑھنے لگے تو کبھی قصر نہ پڑھی۔اختیار کسی بزرگ نے نہ دیا۔آپ کا یہ اختیار کہاں سے ثابت ہے۔

دوسرے یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صرف منٰی شریف میں اتمام کیا عام سفروں میں نہیں، معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی سفر میں اتمام کے قائل نہ تھے۔کسی وجہ خاص سے صرف منٰی شریف میں اتمام فرماتے تھے۔

تیسرے یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا منٰی میں اتمام فرمانا اسلئے نہ تھا کہ آپ قصر و اتمام دونوں جائز مانتے تھے بلکہ اس کی وجہ کچھ اور تھی، اس کے متعلق دو روایتیں ہیں۔

امام احمد ابن حنبل نے روایت کی کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منٰی میں چار رکعت پڑھیں تو لوگوں

نے اس کا انکار کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں مکہ معظّمہ میں اہل والا ہوگیا ہوں، اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا ہے کہ جو کوئی کسی شہر میں گھر والا ہو جاوے وہ وہاں مقیم کی نماز پڑھے، چنانچہ مسند امام احمد کی حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں:

انهٗ صلی بمنیٰ اربع رکعاتٍ فانکر الناس علیه فقال ایها الناس انی تاهلت بمکة منذ قدمت وانی سمعت الخo (مرقاۃ، فتح القدیر)

ترجمہ: حضرت عثمان نے منیٰ شریف میں چار رکعت پڑھیں تو لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب سے میں مکہ معظّمہ میں آیا، میں گھر والا ہو گیا ہوں۔

اس روایت سے تین مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صرف منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں، ہر سفر میں نہیں۔

دوسرے یہ کہ عام صحابہ نے آپ کے اس فعل پر اعتراض کیا جس سے پتا لگا کہ تمام صحابہ ہمیشہ سفر میں قصر ہی کرتے تھے اتمام کبھی نہ کرتے تھے ورنہ آپ پر اعتراض نہ کرتے۔

تیسرے یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مکہ معظّمہ میں زمین خرید لی، وہاں مکان بنوالیا، وہاں اپنی ایک بیوی کو رکھا۔ اس لئے مکہ معظّمہ آپ کا ایک قسم کا وطن بن گیا، اور اپنے وطن میں اگر کوئی ایک دن کے لئے بھی جائے تو مقیم ہوگا، اور قصر نہ پڑھے گا، پوری نماز پڑھے گا، لہٰذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل وہابیوں کے اس مسئلہ اختیار سے کوسوں دور ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ زمانہ عثمانی کے نومسلم لوگوں نے حج میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھ کر سمجھا کہ اسلام میں نمازیں دو دو رکعتیں ہی فرض ہیں۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس غلط فہمی کا علم ہوا تو آپ نے اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے صرف منیٰ میں اتمام کیا، یعنی چار رکعتیں پڑھیں، چنانچہ عبدالرزاق اور قطنی نے ابن جریج سے روایت کی:

بلغنی انهٗ اوفٰی اربعا بمنٰی فقط من اجل ان اعرابیا ناداه فی مسجد الخیف بمنیٰ یا امیر المومنین مازلت اصلیها رکعتین منذ رایتك عام الاول صلیتها رکعتین فخشی عثمان ان یظن جهال الناس الصلوٰة رکعتین وانها کان اوفاها بمنیٰ o

ترجمہ: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف منیٰ میں ہی چار رکعتیں پڑھیں، کیونکہ ایک دیہاتی نے مسجد خیف میں آپ کو پکار کر کہا کہ میں تو برابر دو رکعتیں ہی پڑھ رہا ہوں جب سے کہ سال گزشتہ میں نے آپ کو دو رکعتیں پڑھتے دیکھا، تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خطرہ پیدا ہوا کہ جہلاء نماز کی دو رکعتیں ہی سمجھ لیں گے اس لئے آپ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں۔

امام احمد اور عبدالرزاق کی یہ دونوں روایتیں اس طرح جمع کی جاسکتی ہیں، کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی اس غلط فہمی کا علم ہوا تو آپ نے مکہ معظّمہ میں بھی اپنا گھر بار بنالیا تا کہا آپ یہاں آکر مقیم ہوا کریں اور نماز پوری پڑھا کریں۔لہٰذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فعل شریف سے وہابی غیر مقلد کسی طرح دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

اعتراض ۵: جیسے شریعت نے مسافر کو روزہ کا اختیار دیا ہے کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے، مسافر پر سفر میں نہ روزہ رکھنا فرض ہے، نہ قضا کرنا فرض، ایسے ہی چاہئے کہ مسافر کو سفر میں نماز کا اختیار ہو کہ چاہے قصر کرے چاہے پوری پڑھے، اس پر قصر لازم کر دینا روزے کے اختیار کے خلاف ہے۔

جواب: شکر ہے کہ آپ بھی قیاس کے قائل ہو گئے، کہ نماز کے قصر کو روزے کی قضا پر قیاس کرنے لگے، مقلد حنفی قیاس کو مانیں تو تمہارے نزدیک مشرک ہو جائیں اور آپ قیاس کریں تو پختہ توحید یے رہیں، افسوس۔

جناب روزہ سفر میں معاف نہیں ہوا، بلکہ مسافر کو روزہ قضا کر دینے کی اجازت ملی ہے، اگر سفر میں رکھے تو پورا، اگر قضا کرے تو پورے کی، لیکن فرض نماز سفر میں آدھی معاف ہوگئی کہ چار رکعت والی نماز کی صرف دو رکعت باقی رہ گئیں، باقی دو رکعتیں نہ اب پڑھے نہ وطن پہنچ کر، معافی اور چیز ہے، تاخیر کی اجازت کچھ اور لہٰذا نماز کے قصر کو روزے کی تاخیر پر قیاس کرنا مع الفارق ہے، مسافر پر روزہ معاف نہ ہوا، ورنہ اس کی قضا واجب نہ ہوتی، اس پر روزہ فرض ہے۔مگر یہ دو رکعتیں اسے معاف ہیں، اس لئے ان کی قضا نہیں۔لہٰذا یہ رکعتیں اس کے لئے نفل ہیں، اور نفل نماز فرض کے تحریمہ سے ادا ہونا خلاف قاعدہ شرعیہ ہے۔

مسئلہ: مسافر پر فرض ہے کہ وطن میں پہنچتے ہی سفر کے رہے ہوئے روزوں کی قضا شروع کر دے۔اگر سفر میں آٹھ روزے قضا ہو گئے، پھر وطن پہنچ کر چار دن بعد فوت ہو گیا۔تو قیامت میں ان چار روزوں کی پکڑ ہوگی، باقی چار روزوں پر پکڑ نہیں کہ ان کے قضا کرنے کا وقت ہی نہ پایا، یہ ہی بیمار اور حائضہ عورت کا حکم ہے، کہ شفا پاتے ہی روزوں کی قضا شروع کر دیں۔